تقریر: سید عطاء المحسن بخاری
ضبطِ تحریر: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

صحابہؓ آبروئے رسولؐ ہیں!

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے ۴ محرم ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۸ راگست ۱۹۸۸ء کو دارِ بنی ہاشم ملتان میں مجلس مناقبِ اصحاب رسول علیہم الرضوان کے اجتماع میں یہ خطاب فرمایا! جسے افادۂ عام کے لئے قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

(ادارہ)

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی وہ پسندیدہ مخلوق ہیں۔ جن پر ساری کائنات انسانیت میں سے چُنے ہوئے انسانِ کامل جناب سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئیس برس محنت فرمائی اور ان تیئیس برسوں میں قرآن کریم کے وہ تمام القاب جو المتقون' المفلحون - الفائزون - الراشدون کے الفاظ ہمیں قرآنِ حکیم میں ملتے ہیں۔ صحابہ ان کا مکمل مصداق بنا دیئے۔ ایسا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے انسانوں کی جس بستی میں نازل کیا اور پیدا فرمایا۔ وہ انسانیت کی اعلیٰ اقدار سے نوازے گئے ہوں۔ انسانیت کی اعلیٰ اقدار اُس مخلوق پر فخر محسوس کرتی ہیں۔ وہ آفتاب و ماہتاب کی طرح تابندہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تزکیہ و تطہیر کا عمل صحابۂ کرام کی زندگی میں یوں جھلکتا ہے۔ اور یہ ان کی زندگی کا وہ لازمی حصہ بن گیا۔ جس طرح سورج اور چاند میں روشنی اُس کے وجود کا لازمی حصہ ہے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انسانوں کو مستقبل کے تمام انسانوں کے لئے رہنما، رہبر، مقتدا اور پیشوا کا درجہ دیا اور یہ محض سوکھے اور جھوٹے تقدس کی وجہ سے نہیں بلکہ عمل، جدوجہد، سعیٔ پیہم اور مسلسل کدو کاوش کی گھاٹیوں میں سے اُنہیں گزار کے۔ زندگی کے تمام پُرخطر مراحل

میں سے انہیں گزار کے تمام مشکلات و مصائب کی وادیوں میں انہیں آزما کے اللہ تعالیٰ نے یہ مقام انہیں عطا فرمایا جس طرح قرآن حکیم میں واضح طور پر یہ موجود ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ دین کیلئے جس اخلاص کا میں طلب گار تھا۔ دین کے لئے جس قلبی ادب اور ضمیر کی تہوں میں پوشیدہ اخلاص کا جو میرا تقاضا تھا۔ میں نے اس اخلاص، اُس ادب، اُس محبت، اُس والہانہ پن، اُس شیفتگی پر صحابہ کو آزمایا۔ اِس نسان پر میں نے انہیں کسا۔ میں نے انہیں تلواروں کی دھار پہ آزمایا۔ تیروں کی بوچھاڑ میں آزمایا۔ نیزے کی انی پہ آزمایا۔ آگ کے شعلوں سے گزارا۔ اُبلتے ہوئے تیل کے کڑاہوں میں انہیں بھنتا ہوا دیکھ کے آزمایا۔ اور ہر آزمائش کی ہر بھٹی میں، آزمائش کے ہر لمحے میں، آزمائش کے ہر موقع پر، مصائب کے تمام دھاروں میں، مشکلات کی منجدھاروں میں۔ مَیں نے اپنے ان بندگانِ باصفا کو سچا اور پختہ پایا۔ اور پھر میں نے کہا کہ میں نے اُن کے دل کا امتحان لے کے انہیں متقی پایا اور کوئی شخص کہ جب تک کہ اُس کے دل کی اتھاہ گہرائی میں کسی نظریئے، کسی عقیدے اور کسی شخص اور کسی ذات کے ساتھ کامل محبت موجود نہ ہو۔ اور اس کے لئے مال کی قربانی تو ایک طرف زبان سے نکلنے والے لفظوں کی قربانی نہیں دیتا۔ لمحوں کی قربانی نہیں دیتا۔ اور انہوں نے لمحے، گھنٹے، دن، ماہ و سال، پَل پَل زندگی پوری، عزت و آبرو اور زندگی کی تمام رعنائیاں اور توانائیاں محمد کی ایک صدائے حق پر نثار کر دیں اور قرآن نے اس کی گواہی دی ہے "کہ وہ اپنی جان پر دُکھ جھیل کے دوسروں کے لئے ایثار کا نمونہ ہمیشہ کرنے والے ہیں۔ وہ مال کے مسئلے میں ہو۔ جان کے مسئلے میں ہو۔ وفا کے مسئلے میں ہو۔ معیت میں اپنے آقا و مولا کے تحفظ کے مسئلے میں ہو۔ دین کی اقدارِ عالیہ کی حفاظت ان کی بقا، ان کے استحکام ان کے فروغ اور انسانیت کے دلوں میں اس کے اتارنے کا موقع ہو۔ کوئی موقع ایسا نہیں کہ جہاں محمد کے ساتھیوں نے، غلامانِ محمد نے، اصحابِ محمد نے۔ محمد کے تربیت یافتگان نے۔ محمد کی تئیس برس کی کمائی نے۔ کہیں قدم پیچھے ہٹایا ہو۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت دگرنہ رائیگاں گئی۔ اگر وہ درست نہیں ہیں۔ اس دَور میں۔ اِس دَور کے لوگ جو اپنے آپ کو بڑا جمہوریت پسند کہتے ہیں۔ حق پسند کہتے ہیں۔ حق گو کہتے ہیں۔ سچا سمجھتے ہیں۔ بڑا کھرا اور راکل کھرا اپنے آپ کو گردانتے ہیں۔ منواتے ہیں۔ ان کا یہ عالم ہے کہ ضیاء الحق جیسے انسان کے مرنے پر انہوں نے دیگیں پکا کے تقسیم

کیں ۔ بولیں لوگوں کو بلائیں اور کہا کہ اگر محرّم نہ ہوتا تو ہم ڈھول بجاتے، شادیانے بجاتے، طوطیاں بجاتے شادیانے بجا بجا کے لوگوں کو ہلکان کر دیتے ۔ یہ اگر اپنے جذبۂ شعبیتہ کے فروغ و ابلاغ کے لئے اتنی کراہت کے ساتھ اپنے اس عمل کو دہرا سکتے ہیں تو صحابہؓ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ ایک سچے جذبے کے ابلاغ کے لئے سچی باتوں کی بقا اور ارتقا کے لئے ان اعمالِ صالحہ، نبی کی سیرت کی بقا اور تحفظ کے لئے کہ جب نبی کی کل پونجی وہ لوگ تھے کہ جب نبی کی کل کمائی صرف وہ لوگ تھے ۔ نبی کی کمائی کوئی زمین نہیں تھی ۔ نبی کی کمائی کوئی مکان نہیں تھے ۔ نبی کی کمائی محض خاندان نہیں تھا ۔ نبی کی کمائی اس کائناتِ انسانی کے انسان تھے جن کی طرف وہ مبعوث کئے گئے اور کہا یا ایہا الناس ! اے انسانو! یہ نہیں کہا میرے خاندان والو! اے میری برادری والو! اے قریش! اے بنی ہاشم! بلکہ فرمایا ایہا الناس ! اے انسانو! کائناتِ انسانی ہیں ۔ نبی پر نازل کی گئی صفاتِ عالیہ کا منتقل کرنا نبی کا فرضِ منصبی ہے ۔ نبی صرف تسبیح کے دانے پر دانہ گرانا نہیں بتاتا ۔ بے شک یہ بھی بتاتا ہے آنکھ میں سُرمہ لگانا بھی بتاتا ہے ۔ خوشبو پسند کرتا ہے ۔ خوشبو لگاتا ہے اور لگی ہوئی خوشبو سونگھ کے خوش ہوتا ہے ۔ مسواک کرنا سنّت ہے لیکن اللہ کے راستے میں دانت شہید کروانا بھی سنّت ہے، اللہ کے راستے میں جان وار دینا بھی سنّت ہے ۔ بیٹی قربان کرنا سنّت ہے ۔ وطن ۔ اس کی محبت کو قربان کرنا سنّت ہے ۔ اللہ کی رضا کے لئے، اس کے دین کی بقا اور ارتقاء کے لئے اپنا سب کچھ نثار کرنا سنّتِ رسول ہے ۔ اور جو سنّت کے اس زاویے پر، اس معیار پر پورا نہیں اُترپاتا وہ نبی کا تربیت یافتہ کیسے ہو سکتا ہے؟

نبی کے ذمّہ ہے انہیں اس معیار پر لائے ۔ اور یہ ہر نبی کے ذمّے ہوتا ہے ۔ ہمارے آقا و مولا سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ذمّے بھی یہی تھا کہ جس مقام پر آپ ہیں اسی مقام پر لے کے آؤ ۔ ابوبکرؓ، عمرؓ بھی، عثمانؓ بھی، علیؓ بھی، معاویہؓ بھی، ابوسفیانؓ بھی، یزیدؓ ابن ابوسفیانؓ بھی ۔ بنو امیہ، بنو سلیم، بنو تمیم، تمام قبائلِ قریش ۔ جو مسلمان ہوا ۔ اُسے نبی نے اسی مقام پہ کھڑا کر دیا ۔ بلال حبشیؓ پر مصیبتیں، کلفتیں، آفتیں، بلائیں مہیب جبڑے کھول کے آتی ہیں ۔ تو ایسا نہیں کہ بلالؓ ڈگمگاتا ہے اور ایثار و قربانی کی اُس منزل سے پیچھے ہٹتا ہے

جاؤ کسی ایک کے متعلق بتاؤ کہ اس کے قدم ڈول گئے ہوں اس کی فکر میں لغزش آئی ہو۔ اُسکے پاؤں میں لرزش آئی ہو۔ کوئی دیکھو تو —— کوئی ہے تو بتاؤ —— محمدؐ کے پالے ہوئے، محمدؐ کے لاڈلے، محمدؐ کی تیئیس برس کی کمائی دین کی آبرو ھیں، محمدؐ کی آبرو ھیں، آبروئے رسالت صحابہؓ سے قائم ہے صحابہؓ نہیں تو نبیؐ کی آبرو کی بحالی کی کوئی صورت نہیں۔ صحابہؓ آبروئے رسولؐ ھیں۔ صحابہؓ عزتِ رسولؐ ھیں۔ صحابہؓ عظمتِ رسولؐ کے زندہ گواہ ھیں —— صحابہؓ تربیتِ رسولؐ کی شہادتیں ھیں۔

صحابہؓ نبیؐ کی تیئیس برس کی جدوجہد، کدوکاوش کا اظہارِ واضح ھیں۔ عملی سیرت کا جلوہ ہیں۔ لمحہ لمحہ نبی کو چھپاؤ صحابہؓ سے وہ پالو۔ نبیؐ اوجھل ہو جائے، نبیؐ کا عمل صحابہؓ سے لے لو۔ قولِ نبیؐ، عملِ نبیؐ، سُننِ رسولؐ، فرائضِ رسولؐ احکامِ رسولؐ، رسول کی دینی سُنتیں، رسولؐ کی ذاتی عادتیں، رسُول کی پسندیدہ باتیں اور احکام کس سے لوگے؟ صحابہؓ کے سوائے کوئی ہے تو بتاؤ —— ؟ کائنات میں کون ہے جو ان امانتوں کو تم تک پہنچائے۔ نبیؐ کے دل پر جو اُترا، نبی کی زندگی کا لمحہ لمحہ بول کر کہہ رہا ہے کہ قرآن مجھ پر نازل ہوا۔ اللہ مجھ سے ہم کلام ہوا۔ میری بات بات میں خدا بولتا ہے۔ میرا نطق —— نطق ظاہری میرا ہے۔ نطق باطنی اللہ کا ہے —— اور پھر اللہ قوی اُنہیں سپرد کرتے ھیں، حضورؐ کے —— جو قیامت تک کے انسانوں کے کام آنیوالی ہیں۔ اگر یہ امانتیں قوی و امین نے نہیں سنبھالیں، اگر یہ امانتیں دیانتداروں، پاکبازوں، دل کے معصوموں اور عمل کے محفوظوں سے نہیں سنبھل سکیں تو پھر یہ کس کے پاس ہیں؟ بتاؤ —— ؟ حضورؐ کی نجی زندگی، مجلسی زندگی، میدانِ جہاد کی زندگی، صبح خیزی، سحر خیزی کی۔ آہِ نیم شب کی۔ ایک ایک گواہی صحابہؓ رسولؐ ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

وکذالک جعلنٰکم امۃ وسطاً۔ | نبیؐ اُن پر گواہ، وہ نبیؐ پر گواہ —— !

وہ نبیؐ کی نبوت کے گواہ، اور نبیؐ کے دامنِ عصمت میں پناہ لینے کے بعد نبیؐ اُن کے ایمان کے گواہ۔ اُن کے اعمال کے گواہ، اُن کے اخلاق کے گواہ، اُنکی ازدواجی زندگی (پرسنل لائف) کے گواہ، پبلک لائف میں گواہ۔ نبیؐ کی گواہی یہ ہے: — اولئک ھم الراشدون —— اولئک ھم المفلحون —— اولئک ھم الصٰدقون۔

کیا نہیں کہا۔ نبیؐ نے اُن کے بارے میں۔ کہیں قرآن میں ایک آیت، ایک آیت کا کوئی ٹکڑا، ٹکڑے میں سے بھی کوئی سو جگہ تقسیم ہونیوالا کوئی مفہوم کہ جس میں نبیؐ نے یہ کہا ہو کہ میں نے محنت تو کی۔ لیکن میرے کام کچھ نہ آیا۔ یہ کمالِ نے نوازی —— اقبال نے تو گلہ کیا ہے۔ نبیؐ نے گلہ نے نہیں کیا —— نبیؐ مطمئن گیا ھے۔ ہمارے

آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اُمت تیار کی اور وہ اُمتِ غالبہ تھی ۔ اُمتِ مغلوبہ نہیں تھی ۔ نبی ؐ نے اُمتِ غالبہ چھوڑی ہے اپنے وِرثے میں ، اور وہ اُمتِ غالبہ قیامت تک کے اِنسانوں پر غالب ہے ۔ علم کے اعتبار سے ، حلم کے اعتبار سے ، عمل کے اعتبار سے ، تقوائے قلبی کے اعتبار سے ، صداقتِ لسانی کے اعتبار سے ، ایثار کے اعتبار سے ، قربانی کے اعتبار سے ، شوقِ شہادت میں آگے بڑھنے کے اعتبار سے اور میدانِ جہاد میں شہباز کی طرح جھپٹنے کے اعتبار سے ۔ کوئی لمحہ زندگی کا ایسا بتاؤ ، کہ نبی ؐ کے کہنے کے بعد اُنہوں نے ماضی کی طرف دیکھا ہو —— کہ میرے بچے ، میری جائیداد ، میرا مکان ، میری تجارت ، میرے اموال ، میرے تعلقات ، میرے اعزّا و اقربا ، کہا ، یا رسول اللہ ! ہم موسیٰ ؑ کی اُمت کی طرح نہیں ہیں کہ موسیٰ ؑ نے اُنہیں سے کہا کہ تم آؤ ۔ اللہ کے راستے میں جہاد کرو ۔ اُنہوں نے کہا ، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں —— تو جان اور تیرا خدا —— جاؤ ، دونوں لڑو ۔ ہم اللہ کی بارگاہ میں اس بات کا عہد و اقرار کرتے ہیں کہ آپ مُنہ سے بات نکالیں —— اور ہم موسیٰ ؑ کی اُمتیوں کی طرح نہیں ۔ آپ کی اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک مہیا کرنے کے لئے ، آپ کے عزائم کی تکمیل کے لئے اِس آگ میں کُود جائیں گے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے اعزّا و اقربا کے بارے میں سوچنے کو تیار نہیں ہیں ۔ اُن کے ساتھ جو ہوگا سو ہوگا ۔ اب تو مقصد ہمارا آپ کی اطاعت ہے ۔ وہ اطاعت کرنے والے تھے ، رائے دینے والے نہیں تھے ۔ آج کے مسلمان کی طرح نہیں ، کہ دین دی گل ہے گی اے کیہڑی رائے لے لے (پہلے تو یہ دین کی بات پر میری رائے یہ ہے) آج کا نام نہاد مسلمان جنگلی جانور ، وحشی ، سیاست کا چمگادڑ ، کور بصر ، بدبخت و بدنصیب ۔ اقتدار کے سنگھاسن کا عاشق نامُراد ، سیاست کی چچوڑی ہوئی ہڈیاں چوس چوس کر غیروں کا کھا کر ، چبا کر ، غیروں کا دیا ہوا بول بول کر بھک مارنے والا سیاسی جانور یہ دین کے بارے میں رائے رکھتا ہے ۔ صحابہؓ نے نبی ؐ کے سامنے اپنی رائے نہیں رکھی ۔ بلیٰ یا رسول اللہ ، نعم یا رسول اللہ ! جہاں سرکار کے لب وا ہوئے اور وہ اطاعت میں سرگرم ہو گئے ۔ صحابہ نے کب اپنی رائے دی ہے ؟ کہاں دی ہے اپنی رائے —— درخواست کیا کرتے تھے ، رائے کا تصادم نہیں کرتے تھے ۔ گزارش کیا کرتے تھے یا رسول اللہ ، ایسے بھی ہو سکتا ہے ، ایسے بھی ہو سکتا ہے —— حضورؐ فرما دیتے بس میں جو کہتا ہوں وہ درست ہے ۔ تو پھر تو " کسی کے ماتھے پر شکنیں نہیں اُبھریں ۔ اُس نے حزبِ اختلاف نہیں بنائی ۔ اپوزیشن کی کری ایشن نہیں بنائی ۔ نامُرادی کی وردی میں نہیں اُترا ۔ مُراد مندوں ۔ اِرادت مندوں ، عقیدت مندوں کی ٹولی کی ٹولیاں ، جوق در جوق ۔ فوج در فوج ۔ محمد کے غلام اطاعت کے پیکرِ بے کراں تھے ۔ اور آخر میں حضرت مولانا نور الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ کا فقرہ آپ کو سُناتا ہوں ۔ مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری کو اِسی سامنے والے پلاٹ

یں تحریک طلبائے اسلام نے اُنہیں دعوت دی ۔ وہ تشریف لائے تو صحابہؓ کا مقام بیان کرتے کرتے وہ فرمانے لگے کہ قیامت کے دِن صحابہؓ اعمال کے بدلے میں نہیں تولے جائیں گے ۔ مَیں اور آپ دیوبندی اور بریلوی اہلِ حدیث، پیرانِ عُظام ۔ اولیاء ۔ صُوفیاء ۔ اتقیاء ۔ مفکرین و محدثین تمام طبقات کے لوگ یہ اپنے اپنے اعمال کے بدلے میں تولے جائیں گے صحابہؓ نبیؐ سے نسبت کے بدلے میں تولے جائیں گے ۔ ایک پلڑے میں نسبتِ رسولؐ رکھی جائے گی ۔ اور ایک پلڑے میں چوالیس لاکھ ، چار لاکھ ، ساڑھے چار لاکھ ، ڈیڑھ لاکھ ، دو لاکھ صحابہؓ رکھے جائیں گے ۔ نبیؐ کی نسبت کا پلڑا وزنی ہوگا ۔ سب کو اُٹھا کے جنّت میں لے جائے گا ۔ اور یہی مضبوط عقیدہ ہے ۔ اِس میں کوئی جھول ، کسی قسم کی کوئی مُداخلت ، کسی قسم کی لیکن کہ اگرچہ مگر چہ ——— چُوں کہ چنانچہ ——— لیکن کہ اگر ——— نہیں قبول ——— ابوبکرؓ بھی رسول اللہؐ کے گواہ ھیں ——— مُعاویہؓ بھی رسول اللہؐ کے گواہ ہیں ۔ عمر ابن خطابؓ بھی رسول اللہؐ کی نُبوّت کے گواہ ہیں ۔ ابوسفیانؓ بھی رسُول اللہؐ کی نُبوّت کے گواہ ہیں ۔ علی مرتضیٰؓ بھی رسُول اللہؐ کی نُبوّت کے گواہ ہیں ۔ یزید ابنِ سفیانؓ بھی رسول اللہؐ کی نُبوّت کے گواہ ہیں ۔ حسنؓ و حُسینؓ بھی رسول اللہؐ کی نُبوّت کے گواہ ھیں ۔ ابوموسیٰ اشعریؓ ، مغیرہ ابنِ شعبہؓ ۔ عمر ابنِ عاصؓ بھی رسول اللہؐ کی نُبوّت کے گواہ ہیں ۔ اِس نسبت میں سب مساوی ھیں ۔ یہ ایسی مساوی نسبت ہے جو ابوبکرؓ سے لیکر جنابِ سیّدنا مروانؓ تک مساوی قائم ہے ۔ اِس نسبت میں سب برابر ہیں ۔ باقی درجات الاوّل فالاوّل جو پہلے آیا اُس نے پہلے پالیا ——— غزوۂ بدر والوں کے درجات اُس عمل کی گھاٹی میں سے گزرنے کی وجہ سے بُلند ھیں ۔ مکّہ میں ہجرت سے پہلے صحابہؓ السابقون الاوّلون کی جماعتِ کاملہ ، مطہرہ ، مُزکّیٰ ہے ۔ اِس کی اوّلیت سابقیت کے اسباب کچھ اور ھیں ۔ وہ درجات اپنے اپنے دائرے میں قوت اور عمل کی زیادتی کی وجہ سے ہیں ۔ جس کا قرآن میں فیصلہ کیا گیا ہے ۔ اُس نسبت کے مساوی رشتے ، درجے کی وجہ سے عاقبت کا فیصلہ بھی مساوی ہے لیکن درجات اپنے اپنے ہیں ۔ حُسنِ عاقبت کا وعدہ سب کے ساتھ ہے ۔ درجات میں ترقی اپنی اپنی کمائی پر موقوف ہے یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ابوبکرؓ تو راشد ھیں ، مُعاویہؓ راشد نہیں ——— علیؓ راشد ھیں ، ابوسفیانؓ راشد نہیں ۔ فتح مکّہ سے پہلے کے لوگ تو راشد ہیں ، اور فتح مکّہ کے بعد کے لوگ راشد نہیں ۔ تم کون ہو ؟ یہ فیصلہ کرنے والے ، ججمنٹ تو قرآن کی ہے ۔ جج اللہ خود ہے ۔ جو قلوب پر نگہبان ہے ۔ تم ظاہر پر نگہبان ہو ۔ اللہ دلوں پر نگہبان ہے ۔ وہ علیم ، خبیر ہے ۔ علیم بذات الصدور ہے ۔ اسی وجہ سے سرٹیفیکیٹ اِشو کرتا ہے ۔ سندیں بانٹتا ہے ۔ تمغے دیتا ہے درجات عطا کرتا ہے ۔ عاقبت سنوارتا ہے ۔ نجات کا اعلانِ عام کرتا ہے ۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ہمیں اِس سلسلے میں

قرآن حکیم کے اِس فیصلے کو مان کر اسے عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ مان کر بیٹھنے والا مؤمن نہیں ہے ۔ مان کر منوانے والا ، سمجھانے والا ، پہنچانیوالا ، سکھانے والا مؤمن ہے ۔ کہ سنّتِ رسولؐ یہی ہے کہ طریقۂ رسولؐ یہی ہے ۔ شریعتِ رسولؐ یہی ہے ۔ سیرتِ رسولؐ ہے کہ جو نبیؐ نے سکھایا ، سنایا ، پڑھایا ــــ تم سیکھو ، سنو ، پڑھو ، سمجھو ، پھر آگے لے کر بڑھو ۔ یہ آپ کے ذمّے ہے ، آپ میں سے ہر ایک آدمی کے ذمّے ہے ۔ ایک ایک آدمی جو یہاں تشریف لایا ہے ۔ آپ کے ذمّے ہے ۔ آپ تک بات ہم نے پہنچائی ہے ۔ اب آگے پہنچانا آپ کے ذمّے ہے اور اِس راستے میں مشکلات و مصائب آئیں ۔ قبول کرو ۔ اگر کوئی آدمی اپنے بیٹے کو روپوں ، دولت سکوں کی جھنکار کی خواہش و لالچ کے عوض سکنڈے نیویا کنٹریز میں بھیج سکتا ہے ۔ اُس کے فراق میں جل کر کڑھ سکتا ہے ۔ برداشت کرتا ہے ، صبر کرتا ہے ۔ اگر کوئی آدمی اپنے بیٹے کو قطب شمالی و قطب جنوبی میں بھیج سکتا ہے ۔ کہ وہاں روزی کے چانسز زیادہ ہیں ۔ اور وہاں کے سکّے کی قیمت پاکستانی سکّے کے مقابلے میں بتیس گنا ہے ، چالیس گنا ہے ، پینٹھ گنا ہے ۔ اِس پر صبر کرتا ہے ۔ حوصلہ کرتا ہے ۔ دُکھ قبول کرتا ہے ۔ آنسو بھی بہاتا ہے ۔ لیکن یہ نہیں کہتا ۔ بٹیا مت جاؤ ۔ کہتا ہے جاؤ ــــ تو کیا یہ دین کی باتیں پہنچاتے ہوئے نبیؐ کے طریقوں سے یہ ذہن نہیں ، تاریخ کے گرد و غبار کی کاٹ کر پھینکنے کے لئے ۔ اِس راستے کو اجالا دینے کے لئے اِس راستے پر لوگوں کے غیروں کے ڈالے ہوئے جھوٹے پردوں کو چاک چاک کرنے کے لئے اگر ہمیں مشکلات کی وادی میں اترنا پڑے ۔ مصائب جھیلنے پڑیں ، مشقتیں برداشت کرنا ہوں ، حتیٰ کہ موت کے مہیب جبڑوں میں بھی ہاتھ جاتا ہے تو جانے دیا جائے ۔ اگر یہ منزل آجائے تو کیا یہ سودا سستا ہے کہ مہنگا ــــ ؟ صرف چند آدمیوں نے کہا ہے سستا ہے آپ کے نزدیک مہنگا ہے ۔ آپ اٹھارہ گھنٹے دکان پر ایڑیاں رگڑ سکتے ہیں ، ملازمت کی چکّی میں جانوروں کی طرح پس سکتے ہیں معاشی ریڑھی میں گدھے کی طرح جُت سکتے ہیں ، اللہ کے راستے میں مشکلات برداشت کرنے کا جذبہ کیوں نہیں پیدا کرتے ۔ کہاں سے آئے گی ایسی مخلوقات ، آسمان سے ــــ کیا پھر کوئی نبی آئے گا ۔ ؟ آپ اِس انتظار میں ہیں کہ آسمان سے کوئی انسان آئے گا ۔ آپ اِس انتظار میں ہیں کہ کوئی غار میں چھپا ہوا نکل آئے گا ، اور وہ آپ کی ڈوبتی نیّا کو کنارے لگا دے گا ــــ نہیں ، اور ہرگز نہیں ــــ آپ خود ذمّہ دار ہیں ۔

خبردار ! تم سب ذمّہ دار ہو اور اپنی اپنی ذمّہ داری کے بارے میں جواب دہ ہو ۔ !